ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

انور جمال کے شعری مجموعے "آسماں کوئی اور" کا فکری وفنی جائزہ

The Intellectual and artistic review of Anwar Jamal's poetry collection "Aasman Koi Aur"

سرور عظیم

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر محمد اشرف کمال

پروفیسر، شعبہ اردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Anwar Jamal is an excellent prose writer as well as a beautiful and natural poet. In his poetry, the love of man and dignity of humanity have been presented. And also teaches to work continuously. Anwar Jamal's "Aasman koi aur" is a prominent and unique collection of poetry of its era. The diversity of themes in this poetry collection is the multiplication of beauty, imaginative expression of emotions, social attitudes, problems and issues of human life and society. The true depiction of nature is beautifully rendered. He has presented the human psychology in his poetry with great skill. He gave space to new and rare themes in the poems and ghazals of his poetry collection "Aasman Koi Aur". Mainly the spirit of patriotism is presented in his Urdu poems. His ghazals have been appreciated by many experts for their unique tone and variety of themes

Key words: Anwar Jamal, Unique Poet, Prominent, Comprehensive, Diversity of themes, Spirit of Patriotism, New Style, uniqueness of tone.

شاعری نے دنیا میں ہر جگہ لوگوں کو بدلتے ہوئے شعور واحساس کا ساتھ دیا ہے، تاکہ وہ ذہنی زندگی سے بے تعلق نہ ہو جائے، غزل کا فن بھی متحرک فن ہے، وہ زندگی کے تسلسل کی طرح حرکت اور نمو میں رچا ہوا ہے، اس لیے اس کی معنی آفرینی اور فہم وشعور کی کوئی حد نہیں۔ علم وحکمت کی ترقی کے ساتھ ساتھ جوں جوں ذہن کی جلا بڑھے گی اس کی تاثیر احساس وتخیل پر بھی پڑے گی۔ جب احساس تخیل متاثر ہوں گے تو غزل کے محرک بھی بدلیں گے اور اس کے رموز وعلائم کی توجیہ بھی بدلے گی اور اس طرح نئے نئے خیالات اور جذبات کے حقائق کی باز آفرینی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ جدید فلسفے اور سائنس نے تصورات کی دنیا میں بڑی وسعتیں پیدا کر دی ہیں جن سے پرانے غزل گو شاعر بے خبر تھے، آج شاعروں کے نزدیک کائنات کے تصور زیادہ پیچیدہ ہو گئے ہیں۔ غزل کے بارے میں ڈاکٹر وزیر آغا اپنی تصنیف "اردو شاعری کا مزاج" میں یوں بیان کرتے ہیں:

> "گیت اس وقت جنم لیتا ہے جب عورت کا دل 'محبت کے بیج کو قبول کر لیتا ہے؛ دوسری طرف غزل اس بیج کے بار ور ہونے اور ایک "نئے پیکر" کے وجود میں آنے کی داستان کو پیش کرتی ہے۔ تاہم غزل اس نومولود کو ایک کل کی حیثیت سے پیش نہیں کرتی (یہ کام نظم کا ہے)۔ غزل تو ماں اور بچے کے ربط باہم کے ایک بالکل مختصر سے دور کی عکاسی تک محدود ہے۔" (۱)

جدید دور کے نوجوان شعراء کو غزل کے مقابلے میں نظم لکھنا زیادہ پسند ہے کیونکہ اس کا لکھنا نسبتاً آسان ہے، غزل جتنی ریاضت چاہتی ہے کہ وہ ان کے بس کی بات نہیں، دوسرے یہ کہ اس طبقے میں غزل کی پابندیاں اور آداب مقبول نہیں، اس لیے کہ انہیں برتنے کا ان لوگوں میں جیسا چاہیے ویسا سلیقہ اور ذوق نہیں، پھر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو اپنے ادب اور اپنی روایتوں سے ناواقف ہیں، وہ مغربی ادب کے تتبع میں آزاد اور عاری نظم کو اردو میں بھی رواج دینا چاہتے ہیں اور یہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

نہیں سمجھتے کہ ہر زبان کا اپنا منفرد مزاج ہوتا ہے، ہر صنف سخن کو ہر زبان میں نہیں برتا جاسکتا اور نہیں برتنا چاہیے۔ ہر تخلیق اپنے ذوق اور مزاج کی حامل ہوتی ہے۔ اس کے ذوق اور مزاج کے مطابق ہی اسے برتنا چاہیے تب ہی اس میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔

اردو ادب میں نظم و غزل دونوں اصناف کو بڑی خوب صورتی سے برتا گیا ہے۔ جدید دور میں ان میں نئے نئے تجربات ہو رہے ہیں۔ موضوعات کا تنوع اور تخیل کی فراوانی کو پر تاثیر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ پہلے پہل بعض نوجوان شاعر غزل کو بے کار صنف سمجھتے تھے لیکن اب اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کے کلام میں نیا آہنگ اور نئی تازگی محسوس کی جا رہی ہے۔ غزل کے امکانات لامحدود ہیں۔ غزل کو کبھی فرسودہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے جمالیاتی محرکات کو موضوع اور ہیئت دونوں لحاظ سے نئے سانچوں میں ڈھالا جاسکتا ہے۔ اس میں مقصدیت اور اجتماعیت کے محرکات کو چھوڑ کر باطنی خلش، کرب اور وجدانی تجربات کو پیوست کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان اپنی تصنیف "اردو غزل" میں اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"ہمارے ادب میں غزل کو ترجیح دی جانی چاہیے یا نظم کو دراصل دونوں اپنا اپنا مقام اور اپنا اپنا حق رکھتی ہیں، جس سے انہیں محروم نہیں کرنا چاہیے، جس وقت سے مولانا حالیؔ نے "مقدمہ شعر و شاعری" میں غزل پر نکتہ چینی کی، اس وقت سے آج تک وہی پرانی اور فرسودہ دلیلیں غزل کے خلاف لائی جا رہی ہیں، ان سب دلیلوں کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ غزل زندگی کے نئے تقاضوں کی حریف نہیں ہو سکتی، اس واسطے کہ اس صنف سخن میں خیال کو اظہار کی پوری آزادی نہیں ملتی، اس کی ریزہ کاری کلام کے منطقی تسلسل کو برقرار نہیں رکھ سکتی، جس کا نتیجہ خیالات کا انتشار ہے، غرض کہ غزل اب اعتبار اور قدر کی چیز نہیں رہی، لہٰذا اس کا ختم ہو جانا ہی اچھا ہے"(۲)

انور جمال اردو ادب کے ایک خوب صورت شاعر ہیں۔ جنہوں نے شاعری کی بہت سی اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی شاعری ان کی ترقی پسند سوچ کی حامل ہے۔ وہ انسانیت کا درد رکھنے والے اور انسان کو بلند مرتبے پر فائز دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ وہ کسی شخص کو انسانیت کے معیار سے گرا ہوا دیکھ کر رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ انسانیت کی معراج اور نفسیات سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں انسانی نفسیات کی شکست و ریخت کے عمل کو بڑی مہارت اور فنکارانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ انسان دوست شخصیت کے مالک ہیں۔ اور انسان کو ہمیشہ معزز اور معتبر جانتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کو باہم محبت سے رہنے اور محنت کرنے کا درس دیتے ہیں۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو مثبت اور بھرپور انداز میں استعمال کر کے محنت کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں۔ انور جمال کا شعری مجموعہ "آسماں کوئی اور" سخن سرائے پبلی کیشنز ملتان سے جنوری ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعہ کلام میں مناجات، کا گانامہ، غزلیات، اشعار، فردات اور بہت سی ملی نظمیں شامل کی گئی ہیں۔ یہ اپنے عہد کی ایک نمایاں اور منفرد تصنیف ہے۔ یہ ہیئت اور موضوعات کی ندرت کی بنا پر اپنا منفرد مقام رکھتی ہے۔ انور جمال نے اس مجموعہ کلام میں اسلوب کو نئے رنگ میں پیش کیا ہے۔ جو انہیں اپنے عہد کے دیگر شعراء سے ممتاز و ممیز کرتا ہے۔ ان کے کلام میں شعری وجدان کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی نزاکت اور فکر و تخیل کی بلندی موجود ہے۔ انہیں تخلیقی قوت پر ملکہ حاصل ہے۔ انہوں نے خیالات و جذبات کی گہرائی اور گیرائی دونوں کو ملا کر فن پارے کو خوب صورت رنگ و روپ عطا کیا ہے۔ ان کی غزل سے خوب صورت نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

ہٹاؤں ایک تو آ جائے ہے گماں کوئی اور
یقیں ہوا ہے کہ ہے اپنے درمیاں کوئی اور
زمیں بدل نہیں سکتے تو پھر کدھر جائیں
چلو تلاش کریں مل کے آسماں کوئی اور
دیارِ عشق میں دشمن زمیں بھی، گردوں بھی
مری طرح نہ کرے زیست رائیگاں کوئی اور(۳)

انور جمال نے اس مجموعہ کلام میں اپنی غزلیات اور نظموں میں بہت سے موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے۔ انہوں نے پرانے اور فرسودہ موضوعات سے ہٹ کر غزل کو ایک نیا آہنگ عطا کیا ہے۔ انہوں نے غزل میں اپنے اردگرد کے حالات و واقعات، لوگوں کے بدلتے مزاج، عشق و محبت، عظمت انسان، عرفان ذات، احساس فنا و بقاء،

غربت وافلاس، زندگی کے رنج وآلام، دنیا کی بے ثباتی، خود غرضی وانانیت، محبوب کا حسن وجمال، ہجر وفراق، خود پسندی، انا پرستی، بے یقینی، امید وبیم، زندگی کے نشیب وفراز ، یاسیت، درد وغم، شعور ذات، گلے شکوے، بے نیازی وبے پروائی، یاد، خوف وہراس، منافقت، تنہائی، زندگی کی حقیقت، الغرض ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ اور ان تمام موضوعات کو بڑی خوبصورتی سے شاعری میں پرویا ہے۔ ان کے کلام میں موضوعات کا تنوع پایا جاتا ہے۔ ان موضوعات کو ایسے سلیس اور رنگین پیرائے میں بیان کرتے ہیں کہ قاری ان کے جذبات واحساسات کے مفاہیم میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ ان کے اس مجموعے سے خوبصورت نمونہ کلام ملاحظہ کریں:

"انسان ہوں میں اتنی اجازت ہے مجھے بھی
لوگوں کی طرح خود سے محبت ہے مجھے بھی
شکوہ ہے تمہیں گر مری بے باک نظر سے
بے وجہ تغافل کی شکایت ہے مجھے بھی
جو دل میں ہے اس کو نہ کبھی لاؤں زباں پر
دنیا کی طرف سے یہ ہدایت ہے مجھے بھی" (۴)

ان کی غزل قافیہ ردیف اور مخصوص ہئیت کی پابندی کے باوجود تخیل کے اعلیٰ آفاق کی حامل ہے۔ اس میں فطرت نگاری، جمال آفرینی، درد مندی، ہجر وفراق، تخیل آفرینی، مقصدیت، انقلاب، اداسیت اور روایت پرستی سبھی کچھ شامل کیا گیا ہے۔ زندگی کے بارے میں ان کا نظریہ ہے کہ یہ محض ایک دھوکہ اور سراب کی مانند ہے۔ اور موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ پریشانیاں اور تکالیف انسان کو ہر پل گھیرے رہتی ہیں۔ لیکن اس فانی دنیا میں کسی شے کو بھی دوام حاصل نہیں ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ اس لیے یہ رنج وغم بھی ایک دن ختم ہو جاتے ہیں۔ محبت کے بارے میں وہ بیان کرتے ہیں کہ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جس کے ذریعے انسان کے دل میں پھول کھلتے ہیں جن کی خوشبو سانسوں کو مہکا دیتی ہے۔ انور جمال حسن پرست ہیں اور کائنات کے حسن کو بڑی خوب صورتی سے اپنی شاعری میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی غزلیات میں حسن وعشق کا ایک حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر انور جمال اپنے ایک انٹرویو میں یوں بیان کرتے ہیں:

"میرا مزاج تو جمال دوستی اور شاعری سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔ اس قدر کہ اگر میں شعر نہ کہوں، شعر نہ سنوں، شاعری نہ پڑھوں تو شاید میں زندہ نہ رہوں"۔ (۵)

انور جمال کے ہاں ذات کے حصار سے نکلنے اور بکھرنے کا جذبہ موجود ہے۔ جس جذبے کی بنیاد پر انہوں نے اپنی ذات کو بکھرنے سے محفوظ کیا ہوا ہے۔ اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ انور جمال اپنی ذات کے حصار میں مقید ہو کر قناعت پسند بن گیا ہے۔ بلکہ یہ جذبہ حقائق کی تصویر بن کر ان کی شاعری میں جابجا ملتا ہے۔ ان کی شعری تصویریں دل آراء ہونے کے ساتھ ساتھ خیال افروز بھی ہیں۔ ان کا یہ مجموعہ کلام اس خوبی کا غماز ہے۔ اس شعری مجموعے میں موضوعات کا تنوع، حسن کی ضرب کاری، جذبات کا تخیل آمیز اظہار، سماجی رویوں، حیات انسانی کے مسائل ومعاملات، فطرت کی حقیقی عکاسی، ودیگر خوبیوں کو ایک مجموعہ کلام میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ جو اپنے عہد کے شعراء میں اسے منفرد اور اہم بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری حسن وعشق کا بہترین مصورانہ شاہکار ہونے کے ساتھ جدید طرز احساس اور منفرد طرز اظہار سے معطر ہے۔ جس کی مثال اردو ادب میں کہیں نہیں ملتی۔

انور جمال ایک باقاعدہ غزل گو شاعر ہیں۔ اگرچہ انہوں نے نظمیں بھی لکھی ہیں لیکن ان کی اردو غزل کو ادبی حلقوں میں زیادہ سراہا گیا ہے۔ ملتان کی شعری روایت بہت قدیم ہے۔ ملتان میں اہم شعراء راجہ عبداللہ نیاز، اسد ملتانی، علامہ عبداللہ طالوت، عرش صدیقی، رحمٰن فراز، ریاض انور، کشفی ملتانی، انوار انجم، اسلم انصاری، ارشد ملتانی، عاصی کرنالی، ایاز صدیقی، نجم الاصغر شاہیہ، اصغر علی شاہ، ڈاکٹر محمد امین، ڈاکٹر شفیق آصف، ودیگر بہت اہم ہیں۔ لیکن انور جمال کی غزل سب سے منفرد اور ممتاز مقام کی حامل ہے۔ وہ حقیقی جذبوں کے شاعر ہیں۔ انہوں نے جذبات وخیالات کو ایک نئے اور جدید اسلوب نگارش کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کی شاعری کا لب ولہجہ منفرد اور نمایاں ہونے کے ساتھ ساتھ جدید اسلوب سے بھی رچا بسا ہے۔ انہوں نے روایتی اردو غزل کو نئے موضوعات سے روشناس کرایا۔ ان کے کلام میں سماج کے رویوں اور مختلف سماجی مسائل کو

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

بھرپور شعور اور ادراک نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری آفاقیت کی حامل ہے۔ جس میں اپنے عہد کی انفرادی اور اجتماعی صداقتوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فطری رنگوں کو بھی بڑی خوب صورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ انسانی حیات اور دکائنات کے معاملات کو زیر قلم لایا گیا ہے۔ انور جمال کے اس مجموعہ کلام سے خوب صورت نمونہ کلام ملاحظہ کریں:

"تجھے جو دیکھ لے وہ روشنی میں دب جائے
اور ایک میں ہوں جسے حوصلہ وصال کا ہے
کوئی تو بات ہے اس میں کوئی تو شیوہ ہے
تمام شہر دوانا تیرے جمال کا ہے
اب اس سے دل کا تعلق نہیں رہا انورؔ
بس ایک واجبی سا رشتہ بول چال کا ہے"(۶)

انور جمال نے اس مجموعہ کلام میں غزلیات کے ساتھ ساتھ نظمیں بھی شامل کی ہیں۔ اس میں دو مناجات، کاگا نامہ، فردات، اشعار اور ملی نظمیں شامل کی گئی ہیں۔ ان کی تحریر کردہ ملی نظموں میں "6 ستمبر کے نام، اقبالؒ کے حضور، میرے عظیم وطن، مفہوم آزادی، پاکستان اور میں، پیارا پاکستان، اے قائد اعظمؒ، یہ پاک زمیں پاک زمیں پاک زمیں ہے، وفا حجازی کے لیے ایک نظم، کمپنی باغ (کنٹونمنٹ گارڈن) کے لیے ایک نظم، قومی بجٹ" شامل ہیں۔ انہوں نے خوبصورت نظمیں تحریر کی ہیں۔ وہ مناجات میں دوسرے شعراء کی طرح خدا سے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے دعا و التجا کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور نظم "کاگا نامہ" میں اپنے دل کی کہانی، اور زندگی کی ناپائیداری اور فناپذیری کو 'کوے' کی علامت میں پیش کیا گیا ہے۔ کاگا سے مراد 'کوا' ہے۔ جو ایک پاکستان کا مقامی پرندہ ہے۔ جس سے عموماً 'انا' مراد لی جاتی ہے۔ انور جمال نے بھی اس سے مراد انا، غرور، تکبر لیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تم کس لیے شور مچا رہے ہو، تم تو فانی ہو، تم نے مر جانا ہے۔ مٹی ہو اور مٹی میں ہی مل جاؤ گے۔ پھر خواہ مخواہ کیوں شور مچا رہے ہو۔ اس نظم میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔

اسی طرح انور جمال نے اپنی ملی نظموں میں اپنے وطن کی تاریخ اور تحریک کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی ایک ملی نظم "6 ستمبر کے نام" کے عنوان سے شامل کی گئی ہے۔ جس میں پاکستان کی تاریخ کو دہرایا گیا ہے۔ قیام پاکستان کے چند برس بعد 6 ستمبر 1965ء کو بھارت نے لاہور کے نواح میں تین مقامات پر پاکستانی سرحدوں کو عبور کر کے بھرپور حملہ کیا۔ بھارت کے ان ناپاک عزائم کو افواج پاکستان نے سر دھڑ کی بازی لگا کر خاک میں ملا دیا اور فتح یاب ہوئے۔ کئی بہادر جوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس نظم میں جنگ میں شرکت کرنا اور جام شہادت نوش کرنے کی سعادت کو بڑے خوب صورت پیرائے میں ادا کیا گیا ہے۔ ان کی نظم نگاری کے بارے میں ڈاکٹر مختار ظفر یوں رائے دیتے ہیں:

"ان تمام نظموں کی تخلیقی بنت، جدت ادا، خوب صورت تشبیہات و استعارات کے استعمال اور نادر تخیل آمیز تراکیب کی وجہ سے 'نیز اپنی بلند خیالی کی بناء پر اعلیٰ اور بہترین شاعری کا سراغ دیتی ہیں۔ مجموعہ کلام کے آغاز میں دو مناجات کے مطالعہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ انور جمال کو شعری ملکہ ودیعت ہی اس لیے ہوا تھا کہ وہ مناجات ہی میں اپنے جوہر دکھائیں"۔(۷)

انور جمال نے اردو نظم میں بھی بیش قیمت سرمائے کا اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے نظمیں مختلف ہیئتوں میں پیش کی ہیں۔ اس مجموعہ کلام میں ابیات، فردات، قطعات، نثری نظم، پابند نظم اور رباعی کی ہیئت کو استعمال کیا گیا ہے۔ ان کو اردو اصناف شاعری پر کامل دسترس حاصل ہے۔ جس کا اظہار وہ اپنے کلام میں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی نظمیں بھی منفرد اور جدید لب ولہجے کی حامل ہیں۔ ایک نظم سے خوب صورت نمونہ کلام ملاحظہ کریں:

"اقبال کے حضور

جو مضمحل تھیں ٹہنیاں انہیں شباب دے گیا
خزاں نصیب شاخچوں کو وہ گلاب دے گیا
اذاں دی خودی کی اس نے معبد وجود میں

دل و نظر کو سوز و ساز پیچ و تاب دے گیا
یہ اور بات قافلے کے لوگ سست گام تھے
وگرنہ وہ نشان راہ انقلاب دے گیا"(۸)

انور جمال نے اس مجموعہ کلام میں فکری خوبیوں کو استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ فنی خوبیوں کو بھی پوری ایمانداری کے ساتھ پیش کیا ہے۔اپنے عہد کے شعراء کی نسبت انہوں نے منفرد قوافی اور ردیف کا استعمال کیا۔انہوں نے یک حرفی سے لے کر پانچ حرفی ردیف کا بخوبی استعمال کیا ہے۔مزید بر آں ان کے کلام میں استفہامیہ لہجہ، صنعت تکرار، صنعت جمع، صنعت لف و نشر، صنعت تضاد، صنعت تجنیس، سہل ممتنع، انداز تخاطب، آفاقیت، تمثال نگاری، صنعت سیاق الاعداد، صنعت مراعات النظیر، علامتیت، تلمیح، تضمین، صنعت سوال و جواب، نادر تشبیہات و استعارات، کلاسیکیت وغیرہ کو بڑی ندرت اور مہارت سے استعمال کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ زبان و بیان کی چاشنی اور طرز اسلوب کو بڑی خوب صورتی سے برتا گیا ہے۔انہوں نے ان تمام علوم و فنون اور صنائع بدائع کو بڑے فنکارانہ انداز سے پیش کیا ہے۔ان کی استعمال کردہ تشبیہات و استعارات تمام معاصرین شعراء سے بالکل منفرد اور الگ ہیں۔پروفیسر ڈاکٹر مزمل حسین صنعت مراعات النظیر کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"اس صنعت کو ایتلاف، تلفیق اور مواخات بھی کہتے ہیں۔شاعری میں کچھ ایسی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں تضاد کے سوا کسی قسم کی مناسبت پائی جائے۔جیسے باغ کے ذکر کے ساتھ گل، بلبل، بہار، خزاں، صیاد، ندی اور باغباں وغیرہ کا ذکر کرنا"۔(۹)

اسی طرح ڈاکٹر محمد اشرف کمال اپنی تصنیف "چند اصطلاحات" میں سہل ممتنع کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اردو ادب میں سہل ممتنع کی اصطلاح آسانی، سادہ نگاری اور سلاست کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔اس میں شعر نثر میں تو نہیں ہوتا لیکن نثر کے قریب ترین ضرور ہوتا ہے"۔(۱۰)

انور جمال ایک بہترین مصور بھی ہیں۔اس لیے رنگوں کی آمیزش سے خوب صورت تصویریں بناتے ہیں۔اسی طرح انہوں نے شاعری میں بھی مختلف صنائع بدائع کے استعمال اور نادر الفاظ کی آمیزش سے بہترین نمونہ کلام پیش کیا ہے۔انہیں الفاظ اور زبان و بیان پر کامل دسترس حاصل ہے۔اور الفاظ کی ترتیب و استعمال بھی خوب جانتے ہیں۔ان کی شاعری میں تغزل، غنائیت، سوز و گداز اور ترنم پایا جاتا ہے۔ان کے اشعار پر تاثیر لہجے کے حامل ہیں۔انہوں نے حقیقی جذبات و احساسات کو نادر اور عمدہ الفاظ کی زینت بنا کر جدید اور نئے لب و لہجے کے ساتھ پیش کیا ہے۔جس کے بعد کلام میں کسی قسم کی کوئی کمی باقی نہیں رہتی۔بلکہ قاری ان الفاظ و جذبات کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ سحر زدہ ہو جاتا ہے۔اور اس پر یہ احساسات دیرپا اثرات مرتب کرتے ہیں۔

انور جمال نے اپنے اس مجموعہ کلام میں شاعری کے تمام رموز و علائم کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔انہوں نے درجن سے زائد تصانیف تخلیق کی ہیں۔لیکن شاعری کی بدولت شہرت حاصل کی۔اور اس مجموعہ کلام کو لوگوں نے سب سے زیادہ پسند کیا۔جو ان کی نیک نامی میں بڑا کارگر ثابت ہوا۔ان کے اس شعری مجموعے "آسماں کوئی اور" میں موضوعات کی رنگارنگی اور فکر و خیالات کی گہرائی و گیرائی نظر آتی ہے۔ان کی شاعری اپنے اندر کئی جہان آباد سموئے ہوئے ہے۔غزل ہو یا نظم ہر دو اصناف میں ان کے ہاں وسعت اور آفاقیت نظر آتی ہے۔انہوں نے اپنے تیشہ ہمت سے حالات کے بے ستون پر ساری عمر کاری ضربیں لگائیں، تب کہیں جا کر انہیں عزت و ناموری کی یہ "جوئے شیر" نظر آئی۔ان کے اس مجموعہ کلام سے خوبصورت شاعری کا نمونہ ملاحظہ کیجیے:

"ہر چیز میں ہے شورش تکمیل آرزو
یہ حشر گاہ زیست خدا پر دلیل ہے

کچھ یوں بھی مطمئن ہیں تری بے رخی پہ ہم

آخر تو یہ جفا بھی وفا پر دلیل ہے

اب کے تو جوش عشق میں صحرا سمٹ گیا

وحشت ہماری تنگیٔ جا پر دلیل ہے

انور جمالؔ کتنی مناجات کر چکا

ہر اشک غم خلوص دعا پر دلیل ہے"(۱۱)

حوالہ جات

۱۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو شاعری کا مزاج، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۶ء، ص:۱۸۷

۲۔ یوسف حسین خان، ڈاکٹر، اردو غزل، لاہور، بک ٹاک، ۲۰۱۷ء، ص۱۸

۳۔ انور جمال، آسماں کوئی اور، ملتان، سخن سرائے پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء، ص:۵۳

۴۔ انور جمال، مکمل نامکمل، (کلیات)، ملتان، بکس اینڈ ریڈرز، ۲۰۲۳ء، ص:۳۹۲

۵۔ سلیم ناز، انٹرویو، مشمولہ، روزنامہ، نوائے وقت، ملتان، ۱۲۔ نومبر ۲۰۰۲ء

۶۔ انور جمال، آسماں کوئی اور، ملتان، سخن سرائے پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء، ص:۶۸

۷۔ مختار ظفر، ڈاکٹر، مشمولہ، ماہنامہ، بک ڈائجسٹ، لاہور، پاکستان، جلد ۱۷، شمارہ ۹-۱۰، جنوری فروری ۲۰۲۱ء، ص:۴۶

۸۔ انور جمال، مکمل نامکمل، (کلیات)، ملتان، بکس اینڈ ریڈرز، ۲۰۲۳ء، ص:۴۳۰

۹۔ مزمل حسین، پروفیسر ڈاکٹر، اردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۲۰ء، ص:۱۶۳

۱۰۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، چند اصطلاحات، لاہور، عبداللہ اکیڈمی، س ن، ص:۷۲

۱۱۔ انور جمال، آسماں کوئی اور، ملتان، سخن سرائے پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء، ص:۵۱